نقشِ اعتبار

شاعر آلِ محمد سید نواب افسرؔ لکھنوی

علیؑ کے شیر بزرگوں کی یادگار ہے تو
ریاضِ حسن کا سرمایۂ بہار ہے تو
وفا کا ناز، شجاعت کا افتخار ہے تو
علم کا فخر ہے، اسلام کا وقار ہے تو
کمال صنعتِ قدرت کا شاہکار ہے تو

جو نامراد گیا ہو کے شاد کام آیا
قرار آ گیا لب پر جو تیرا نام آیا
ترا کرم طلبِ مدعا میں کام آیا
گدائے در کو مسرت بھرا پیام آیا
سکون دل ہے امید امیدوار ہے تو

ترے عمل پہ زمین آسمان شاہد ہیں
تری وفا پہ ہزار امتحان شاہد ہیں
فضائے دہر کے رنگیں نشان شاہد ہیں
کیا وہ کام کہ دونوں جہان شاہد ہیں
شفق کے منظرِ خونیں میں آشکار ہے تو

جبین دہر ترے نام سے درخشاں ہے
تری بہار شہادت چمن بہ داماں ہے
عمل کے بعد بھی شمعِ عمل فروزاں ہے
تری بلندی منزل پہ عرش نازاں ہے
اُبھرتا جائے گا وہ نقشِ اعتبار ہے تو

ترا خلوص عمل خِضر جادۂ تسلیم
ترا اشارۂ ابرو حیات کی تنظیم
ترا تبسّم رنگیں بہارِ باغِ نعیم
تری جبیں کی شکن موجِ کوثر و تسنیم
نشاطِ روح کا پیغام خوش گوار ہے تو

تجلیاں ہیں تری منزل حقیقت میں
تری جگہ ہے ازل سے دلِ مشیّت میں
بقا کا راز ہے مضمر تری شہادت میں
ترے لہو کی حرارت ہے نبضِ فطرت میں
نظام زیست کا آئین استوار ہے تو

کمالِ نفس کے جوہر دکھائے ہیں تو نے
ادائے فرض کے معنی بتائے ہیں تو نے
اصولِ صبر و شجاعت سکھائے ہیں تو نے
صفات اپنے بزرگوں کے پائے ہیں تو نے
حسنؑ کا خُلق ہے حیدرؑ کی ذوالفقار ہے تو